پروفیسر محمد یاسین ظفر
(پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

میاں فضل حق اور نوجوانان اہل حدیث

انسان کی تخلیق میں یکسانیت کے باوجود اس کے مزاج مختلف ہیں۔ کوئی ٹھنڈے مزاج کا تو کوئی گرم‘ کوئی بہت بامروت ہے تو کوئی بے مروت‘ کوئی خلیق ملنسار اور مہمان نواز ہے تو کوئی بدمزاج ترش اور تنہائی پسند۔

میاں فضل حق کو اللہ تعالیٰ نے بہت عمدہ مزاج سے نوازا تھا۔ وہ بہت خوش مزاج‘ بااخلاق‘ مہمان نواز‘ بامروت طبیعت کے مالک تھے۔ ان میں بڑی خوبی یہ تھی کہ بہت جلدی دوسروں کو اپنا دوست اور بھائی بنا لیتے۔ دوسروں کے مزاج آشنا تھے اور کام لینا جانتے تھے۔ خصوصاً نوجوانوں کے لیے ان کے دل میں بہت جگہ تھی۔ ان سے بہت محبت کرتے اور ان کے بارے میں بہت اچھے جذبات رکھتے تھے۔ کسی دیندار اور شریعت پہ عمل پیرا نوجوان سے ملتے تو جذباتی ہو جاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ نوجوان ہمارا مستقبل ہیں۔ ان کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اسی لیے وہ ان پر مکمل اعتماد کرتے اور انہیں کام کرنے کا موقع دیتے تھے۔ وسائل فراہم کرنے کے ساتھ مکمل سرپرستی کرتے تھے

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے انہوں نے جمعیت شبانِ اہل حدیث کے ساتھ گہرا تعلق رکھا اور اس میں شامل نوجوانوں پر مکمل بھروسہ کرتے تھے۔ ان کے اعتماد پر بڑی بڑی کانفرنسیں جلسے ترتیب دیئے جاتے تھے۔ اسی طرح کوئی جلوس ہو یا مظاہرہ‘ وہ اس میں نوجوانوں کو شامل کرنے کے ساتھ خود بھی شانہ بشانہ چلتے۔

انہیں ایسے نوجوان پسند تھے‘ جو جذبہ جہاد سے سرشار ہوں۔ جو ستاروں پہ کمندیں ڈالنے کے آرزومند ہوں‘ جو معرکہ حق و باطل میں جان کا نذرانہ پیش کرنے کا ہنر جانتے ہوں۔ وہ متحرک چاک و چوبند نوجوانوں کو بڑا پیار کرتے تھے بلکہ ان کی عادت تھی کہ ایسے نوجوانوں کی تربیت کے لیے وقت نکالا کرتے تھے‘ انہیں ہمراہ رکھتے‘ ان کی عادات‘ اخلاق‘ رہن سہن پر نظر رکھتے تھے اور اصلاح فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً سفر میں

اس بات کا بخوبی جائزہ لیتے تھے کہ اس کی خوراک کتنی ہے' لباس کیسا پہنتا ہے' نمازوں کی پابندی کرتا ہے یا نہیں۔ تلاوت قرآن حکیم کے لیے کتنا وقت نکالتا ہے' ذکر و اذکار میں کتنی دلچسپی لیتا ہے اور گفتگو کیسی کرتا ہے۔ ایسے نوجوان انہیں سخت ناپسند تھے جو سستی' کاہلی کے پتلے ہوں۔ ظاہری حالت پراگندہ ہو' کام چور اور بددیانت سے بھی شدید نفرت کرتے تھے۔

میاں فضل حق کی صحبت میں پاکستان کے نامور علماء اور قائدین نے وقت گزارا ہے۔ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر جب جوانانِ رعناء تھے تو میاں صاحب کی رفاقت میں دعوتی و تبلیغی سفر کرتے تھے۔ اکثر جلسوں اور کانفرنسوں میں اکٹھے شرکت کرتے اور خطاب کرتے تھے۔ اسی طرح مولانا محمود احمد میرپوری مرحوم نے بھی اپنی جوانی کے ایام میاں فضل حق کے ساتھ گزارے۔ آپ اس وقت بیگم کوٹ میں خطیب تھے۔ اکثر جماعتی امور میں میاں صاحب کا ہاتھ بٹاتے اور دفتری امور سرانجام دیتے تھے۔ بلکہ مولانا مرحوم جب اعلیٰ تعلیم کے لیے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو میاں صاحب کا ان کے ساتھ مسلسل رابطہ رہا۔ حتیٰ کہ سعودی سفر میں وہی آپ کے ترجمان ہوتے تھے۔ آپ ہمیشہ فرماتے کہ صالح نوجوان دس آدمیوں پر بھاری ہے۔ اس کی کارکردگی دوسروں کی نسبت بہتر ہے۔

جامعہ سلفیہ کا جب سعودی جامعات کے ساتھ تعلق ہوا اور مدینہ یونیورسٹی کے فضلاء کا تقرر جامعہ میں ہوا تو آپ نے مولانا پروفیسر عبید الرحمٰن مدنی مرحوم کا انتخاب کیا۔ وہ اس وقت نوجوان تھے اور بہت باہمت اور صاحب کردار تھے۔ انہوں نے بڑی محنت' لگن کے ساتھ جامعہ کا نیا نصاب اور نظام مرتب کیا۔ جامعہ کا الحاق کروایا اور ساری بھاگ دوڑ کی۔

جن ممتاز علماء اور اساتذہ نے عین عالم شباب میں میاں صاحب کے ہمراہ کام کیا اور میاں صاحب نے انہیں خدمت کا موقعہ دیا (یہ وہ لوگ ہیں جن کا ایک زمانہ معترف ہے) ان کی لمبی فہرست ہے' لیکن چند ایک نام خصوصی طور پر درج ذیل ہیں:

مولانا محمود احمد غضنفر' مولانا عبدالرحمٰن لدھیانوی' مولانا محمد یوسف انور' مولانا محمود الحسن غضنفر' مولانا پروفیسر محمد یحییٰ' مولانا محمد حنیف ونیس' حافظ عبدالرشید اظہر' مولانا مسعود عالم' مولانا عبدالستار الحماد' مولانا محمد یونس بٹ' مولانا سید ضیاء اللہ بخاری' مولانا عبدالعزیز حنیف' مفتی عبدالحنان زاہد' مولانا عبدالغفور سلفی اور راقم الحروف وغیرہ۔

راقم نے میاں صاحب کی رفاقت میں تقریباً اُنیس سال کام کیا اور سفر و حضر میں ساتھ رہا۔ میاں

صاحب کو قریب سے دیکھنے اور جاننے کا موقعہ ملا۔ میں یہ کہتے ہوئے عار محسوس نہیں کرتا کہ میری تربیت میں میاں صاحب کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ جامعہ سلفیہ کی نظامت و تدریس کے کام میں مکمل اعتماد کیا ہے۔ گاہے بگاہے تشریف لاتے اور ہدایات فرماتے۔ اچھے کام کی بڑی تحسین کرتے اور برملا اس کا اعتراف کرتے۔ دوسروں کو بھی اس سے باخبر کرتے۔ اجلاسوں میں ہمراہ لے کر جاتے اور بڑے فخر سے تعارف کراتے۔ گفتگو کا موقعہ دیتے۔ دفتری امور میں معاونت کرتے تھے۔ غلطی یا کوتاہی پر بھی مواخذہ کرتے' مگر عزت نفس مجروح نہ کرتے تھے۔ میاں صاحب اپنے حلقے میں شامل جوانوں کا مکمل تحفظ کرتے' کسی کو ان پر انگلی اٹھانے کی جرات نہ ہوتی تھی۔

جامعہ سلفیہ میں تدریسی فرائض سرانجام دینے کے لیے نوجوان اساتذہ کو جمع کیا' جن میں حافظ مسعود عالم' مولانا محمد یونس بٹ' مفتی عبدالحنان' مولانا محمد ادریس سلفی' مولانا نجیب اللہ طارق' مولانا ندیم شہباز' مولانا محمد صدیق' مولانا حافظ محمد شریف' مولانا محمد اکرم رحمانی شامل ہیں۔ ایک موقع پر بعض احباب نے اس پر اعتراض بھی کیا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہ اعتراف کرنا پڑا کہ حضرت میاں فضل حق کا انتخاب نہ صرف درست بلکہ حالات کے تقاضوں کے عین مطابق تھا۔ جامعہ سلفیہ کو جو عروج اس دور میں حاصل ہوا' وہ بلاشبہ پہلے نہ مل سکا۔ بلکہ اکثر مواقع پر وہ یہ بات کیا کرتے تھے کہ میں نے جامعہ ایسے لوگوں کے سپرد کیا ہے جو میرے تربیت یافتہ قابل اعتماد اور میرے دست و باز ہیں اور میں ان کی کارکردگی پر بہت مطمئن اور خوش ہوں۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ میاں فضل حق مرحوم نے اپنے لخت جگر میاں عطاء الرحمٰن طارق اور میاں نعیم الرحمٰن کی بھی خوب تربیت کی۔ ان میں دین کی خدمت کا جذبہ پیدا کیا اور دینی کاموں کی سرپرستی کے لیے تیار کیا۔ خصوصاً آپ سفر و حضر میں میاں نعیم الرحمٰن کو ہمراہ رکھتے تھے اور انہیں جماعتی زندگی گزارنے اور جامعہ سلفیہ کے معاملات میں دلچسپی لینے کی طرف متوجہ کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ میاں نعیم الرحمٰن نے ان کی زندگی میں یہ کام سرانجام دینے شروع کر دیئے تھے اور تمام حلقوں میں بھی متعارف تھے۔ آپ کے ہاں غیر ملکی مہمانوں کی آمد و رفت رہتی تھی۔ ان کی مہمان نوازی کا فریضہ میاں نعیم الرحمٰن ہی سرانجام دیتے تھے۔ بہت اعلیٰ انتظامات کرتے اور پورا پورا پروٹوکول دیتے تھے۔ میاں صاحب کے ہاں اکثر سیاسی اور دینی جماعتوں کے اجتماعات ہوتے تو میاں نعیم الرحمٰن ہی میزبانی کا کام سرانجام دیتے تھے۔

آپ کی رحلت کے بعد جامعہ سلفیہ ٹرسٹ نے میاں نعیم الرحمٰن کو ٹرسٹ کا صدر نامزد کیا تو یہ میاں

صاحب ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ آج ان کے دور میں جامعہ تعمیر و ترقی کی تمام منزلیں طے کر چکا ہے۔

میاں صاحب نوجوانوں کے ساتھ بڑی محبت کے ساتھ پیش آئے۔ افغان جہاد عروج پر تھا' اکثر جہادی مراکز میں جاتے' انہیں تربیت حاصل کرتے دیکھتے اور انہیں جرات و بہادری دکھانے کے تلقین کرتے بلکہ اپنی جیب خاص سے دل کھول کر مدد کرتے تھے۔

جماعتی زندگی میں بھی ایسی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں۔ خصوصاً شدید اختلافات کے بعد جب صلح ہوئی اور جماعت متحد ہوگئی تو اہل حدیث یوتھ فورس اور جمعیت شبان کو بھی مدغم کر دیا گیا۔ یوتھ فورس کے نوجوانوں کو میاں صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا تو انہوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ ہم تو محض اختلافات کی وجہ سے بدگمانی کا شکار تھے' ورنہ میاں فضل حق مرحوم تو واقعی بہت ہی شفیق و رحیم ہیں اور نوجوانوں کی نفسیات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ وہ نوجوانوں کو قائل کرنا اور ان سے کام لینے کے تمام گر جانتے ہیں۔ ان کا مشفقانہ رویہ آخری وقت تک رہا اور جن نوجوانوں نے آپ کے زیر سایہ کام کیا' وہ آج بھی بڑے احترام سے میاں فضل حق کا نام لیتے ہیں۔

میاں فضل حق ایک ایسے رہنما تھے جو دیگر مکاتب فکر کے ہاں بھی یکساں مقبول تھے۔ آپ نے نوجوانوں کی تمام شعبہ ہائے زندگی میں رہنمائی فرمائی۔ خصوصاً پاکستان میں چلنے والی بعض اہم تحریکیں ایسی ہیں جن میں میاں صاحب کا کردار فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں تحریک ختم نبوت جب قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ آپ نے نوجوانوں کی مکمل رہنمائی فرمائی۔ اسی طرح تحریک نظام مصطفےٰ میں بھی آپ مرکزی فنانس سیکرٹری تھے۔ آپ نے نوجوانوں کی مالی سرپرستی کی اور جو جوان ہنگاموں میں گرفتار ہوئے۔ ان کی ضمانت کرواتے اور ان کے گھر والوں کی سرپرستی کرتے تھے۔

آپ نے سقوط کویت کے موقعہ پر سعودی عرب کی حمایت میں مثالی کردار ادا کیا تھا۔ جبکہ پورا پاکستان صدام حسین کے نعرے لگا رہا تھا۔ آپ نے اس موقعہ پر نوجوانوں کو متحرک کیا اور موچی دروازے میں ایک عظیم الشان کانفرنس کے ساتھ ساتھ ناصر باغ تک جلوس بھی نکالا' جس میں نوجوانوں کا کردار مثالی تھا۔

آج بھی نوجوانوں کو متحرک کرنے اور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ نوجوان کے جذبات کو کنٹرول کرنے اور انہیں قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج اس بات کی جتنی ضرورت ہے شاید پہلے نہ ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میاں فضل حق مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور نوجوانوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔